کیا

اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے

آج جہاد فرض نہیں؟؟؟

صوتی بیان: مولانا محمد مثنیٰ حسان حفظہ اللہ

ادارہ السحاب، برِّصغیر

ذوالحجۃ 1437ھ

بسم الله الرّحمٰن الرّحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد

پندرھویں صدی ہجری کا چاند ہم پر اس حال میں طلوع ہوا کہ کرہ ارضی کے کسی خطے پر اسلام غالب نہ تھا۔ وہ اسلام جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمین پر غالب رہنے کے لیے بھیجا۔ اپنے انبیاورسل کے ذریعے اس اسلام کو غالب رکھا، اور اس کے ماننے والوں کو بھی اس کا علم بلند رکھنے کا پابند بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

"وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام دیگر ادیان پر غالب کر دے، چاہے مشرکوں کو یہ ناگوار گزرے"۔

یہی اسلام تھا جس کے ماننے والوں نے تیرہ صدیوں میں اسے سرنگوں نہ ہونے دیا۔ مسلمانوں کا ایک ہاتھ اگر اسلام کا پرچم تھامنے سے تھکنے لگتا تو دوسرا ہاتھ بڑھ کر اسے تھام لیتا۔ جو ورثہ رسول اللہ ﷺ سے آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ملا، اسے بعد کی نسلوں نے آگے بڑھایا۔ امویوں، عباسیوں نے اسے غالب رکھا، تو کبھی سلاجقہ ومرابطین نے پرچم بلند کیا۔ کبھی زنگیوں، ایوبیوں نے کمان سنبھالی تو کبھی مملوکوں نے اللہ کے کلمہ کو بلند رکھا۔ یہاں تک کہ اسلام اور اللہ کے کلمہ کی سربلندی ترکوں نے اپنے ذمہ لے لی اور چھ صدیاں پیہم اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ انجام دیا۔ سائبیریا کے برف زاروں سے لے کر افریقہ کے صحراؤں تک اور ایشیائے کوچک کے پہاڑوں سے لے کر انڈونیشیا کے جزیروں تک...اور یورپ کے بھی ایک بڑے حصے پر شوکتِ اسلام کا پھریرا بلند کیا۔ اہلِ یورپ کو آج بھی یلدرم کی یلغاریں اور باربروسا کی بحری مہمات یاد ہیں۔

یہ پوری تاریخ اس بات کی واضح، بیّن دلیل ہے کہ 'مسلمان' یہ بات بخوبی جانتے تھے کہ اپنے 'دین' سے نسبت رکھنے کا تقاضا؛ اسے اپنی ذات پر بھی غالب کرنا ہے اور کائنات پر بھی غالب کرنا ہے۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ ان کا دین محض گھروں اور مساجد ومدارس کی چاردیواری میں بند نہیں ہوتا۔ بلکہ معیشت، معاشرت، قانون اور اقدار... ہر جگہ پر غالب ہوتا ہے۔ اور جانتے تھے کہ یہ دین تمام ادیان پر غالب ہونے آیا ہے اور تمام انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر اللہ وحدہ لاشریک کی غلامی وبندگی میں لے جانے آیا ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اس کے غلبے کا واحد راستہ قوت کے ساتھ کافروں کا مقابلہ کرنا ہے، جہاد وقتال کرنا ہے۔ کافروں سے ٹکرانا ہے، نہ کہ ان کے قانون ونظام تلے زندگی گزارنے کی بھیک مانگنا ہے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی زندگی میں ان کے لیے نمونہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے بدر کے میدان میں ایک تجارتی قافلے کی بجائے کیل کانٹے سے لیس لشکر کے ساتھ ٹکرا کر یہ واضح پیغام دے دیا تھا کہ اس دین کا غلبہ اور احقاقِ حق اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ سورہ انفال کی ابتدائی آیات میں فرماتے ہیں:

وَ اِذۡ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحۡدَی الطَّآئِفَتَیۡنِ اَنَّہَا لَکُمۡ وَ تَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَیۡرَ ذَاتِ الشَّوۡکَۃِ تَکُوۡنُ لَکُمۡ وَ یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یُّحِقَّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَ یَقۡطَعَ دَابِرَ الۡکٰفِرِیۡنَ ۙ﴿۷﴾ لِیُحِقَّ الۡحَقَّ وَ یُبۡطِلَ الۡبَاطِلَ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۚ﴿۸﴾

”اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ تم سے یہ وعدہ کر رہا تھا کہ دو گروہوں میں سے کوئی ایک تمہارا ہو گا، اور تم لوگ چاہتے تھے کہ وہ گروہ تمہارے قبضے میں آئے جو قوت والا نہیں ہے۔ جبکہ اللہ کا فیصلہ یہ تھا کہ اپنے احکام سے حق کو حق کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ ڈالے۔ تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت کر دے، چاہے مجرم لوگوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار ہو“۔

اس آیت کے ذریعے اللہ تعالی نے بتلادیا کہ اس دین کے جس اظہار کا ذکر آیت [**لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ**] میں کیا ہے، اس کا طریقہ کفر کی قوت کا مقابلہ جہاد و قتال کی قوت سے کرنا ہے۔ تبھی کفر کی قوت ٹوٹے گی اور اس کے ٹوٹنے سے اسلام کی شوکت قائم ہو گی۔ اور اسی فلسفہ شوکتِ اسلام کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس حدیث میں رہنمائی فرمائی جسے باہم ملتے جلتے الفاظ میں تیرہ کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے روایت کیا۔

قَالَ رَسُولُ اللّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّهُ وَيُؤْمِنُوا بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ. (رواه جماعة واللفظ لمسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے لوگوں کے خلاف قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مجھ پر ایمان لائیں اور جو دین میں لایا ہوں، اس پر بھی ایمان لائیں۔ جب وہ ایسا کر لیں گے تو ان کی جان و مال مجھ سے محفوظ ہو جائے گی“۔

اس پوری تاریخ کے مقابلے میں آج ہم اپنے حال کو دیکھیں، گویا دنیا ہی الٹ گئی۔ آج مسلمان تو بظاہر خود کو ’آزاد‘ محسوس کرتا ہے، یا مغرب نے نام نہاد ’آزادی‘ کا اس قدر راگ الاپا ہے کہ ایک مسلمان کو یہ باور کروادیا گیا ہے کہ وہ آزاد ہے، حالانکہ آج اسلام مغلوب ہے۔ یہ عجیب ماجرا پندرھویں صدی میں ہمیں دیکھنے کو ملا کہ مسلمان ’آزاد‘ اور اسلام مغلوب۔ پچاس سے زائد ممالک ہیں جہاں مسلمان خود کو آزاد سمجھتے ہیں، لیکن کوئی ایک ملک ایسا نہیں جہاں اسلام آزاد اور غالب ہو، بلکہ اسلام مغلوب اور غلام ہے۔ ان اسلامی ملکوں کو دیکھیے؛ مصر کو دیکھیے، سوڈان کو دیکھیے، بنگلہ دیش و پاکستان کو دیکھیے۔ نہ تعلیم اسلام کی، نہ قانون اسلام کا، نہ معیشت اسلامی، نہ اجتماعی معاشرت اسلام کے اصولوں کی بنیاد پر، عائلی معاملات تک میں مسلمان کفری قانون کا پابند ہے، حالانکہ مغرب کا تو دعویٰ ہے کہ ’پرسنل لاء‘ میں انسانوں کو اپنے اپنے مذاہب و ادیان کی پابندی کا حق ہے۔

علاوہ ازیں ان ممالک کی حکومتیں اور افواج کافروں کی باجگزار ہیں، شاہ سے بڑھ کر شاہ کی وفادار ہیں۔ اس سب میں اسلام کا غلبہ کہاں ہے، سوائے اس بات کے کہ مسلمانوں کو انفرادی زندگی میں کچھ اسلامی شعائر کی پابندی کی اجازت ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ!

دوسری طرف کتنے ہی مسلم ممالک ایسے ہیں جنھیں کفری اقوام اپنے پیروں تلے روند رہی ہیں اور ان کی افواج وہاں کے مسلمانوں سے برسرِ جنگ ہیں۔ فلسطین، افغانستان، عراق، شام، صومالیہ، یمن۔ ویسے تو امریکی ڈرونز اکثر مسلم ممالک کو تاراج کر رہے ہیں۔ کیا یہ براہِ راست جنگ نہیں؟

یہ سب کافروں کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پیہم جنگ کے نتیجے میں ہوا۔ جس کے پہلے مرحلے میں انھوں نے خلافتِ عثمانیہ کو ختم کیا اور مسلم ممالک کو اول براہِ راست اپنے زیرِ تسلط لیا اور اس کے بعد اپنے عالمی نظام کے شکنجے میں جکڑ کر مقامی آلہ کاروں کے حوالے کر دیا، نام نہاد 'آزادی' دے دی۔ اس ساری جنگ میں کفر کا یک نکاتی ایجنڈا تھا، اور وہ یہ کہ مسلمان اپنے دین کو انفرادی زندگی تک محدود رکھنے کا قائل ہو جائے اور اجتماعیت میں اسلام کے غلبے کا تصور اس کے نزدیک اس کے دین کا حصہ ہی نہ رہے۔ یہی اجتماعیت سے دین کی دوری اور سیاست سے دین کی دوری ہے!

حقیقت یہ ہے کہ مغربی کفری اقوام اس ایجنڈے کے حصول میں کامیاب ہوگئے۔ اس کا نکتہ آغاز وہ تھا جب خلافتِ عثمانیہ کے آخری دور میں مصطفیٰ کمال کی پارٹی 'جمعیتِ اتحاد و ترقی' نے خلیفہ سے اختیارات لے کر ملکی پارلیمنٹ کو دے دیئے تھے اور شرعی عدالتوں کے ساتھ شہری عدالتیں قائم کر دی تھیں۔ اس بات کو خلافتِ عثمانیہ کے آخری دور کے شیخ الاسلام مصطفیٰ صبری رحمہ اللہ نے بھانپ لیا تھا کہ یہ اسلام کو حکومت وسیاست سے الگ کر دینے کا مغربی منصوبہ ہے، اور آپ نے اس پر گرج کر کہا تھا:

"معلوم أن الإمامة الكبرى التي يعبر عنها بالخلافة تتضمن حكومة تنفيذ الشريعة الإسلامية، بل ذلك موضوعها بعينه، فتجريد الحكومة عن الخلافة والتفريق بينهما يخرج الحكومة عن أن تكون حكومة إسلامية كتجريد أحد من المسلمين عن صفته الإسلامية والعياذ بالله. فمآل هذا إلى ارتداد الحكومة التركية عن دينها من حيث إنها حكومة"۔[1]

"امامتِ کبریٰ جسے خلافت سے تعبیر کیا جاتا ہے، ایسی حکومت پر مشتمل ہوتی ہے جو شریعتِ اسلامیہ کو نافذ کرے، بلکہ خلافت تو نام ہی نفاذِ شریعت کا ہے۔ پس حکومت کو خلافت سے الگ کر دینا اور ان دونوں میں تفریق کرنا در حقیقت حکومت کو اس کے اسلامی ہونے کی صفت سے نکال دینا ہے، جس طرح کہ مسلمانوں میں سے کسی ایک کا اسلام کی صفت سے نکل (کر مرتد ہو) جانا، والعیاذ باللہ۔ پس اس کا انجام ترکی حکومت کا دینِ اسلام سے ارتداد ہے، کہ بس اب یہ خلافت کے مفہوم سے عاری ایک حکومت ہے"۔

اور پھر مسلم ممالک کی حکومتوں کی طرف سے اسلام کو سیاست واجتماعیت سے بے دخل کر دینے پر شیخ مصطفیٰ صبری رحمہ اللہ نے کھلے لفظوں میں تنبیہ کی تھی:

"لَكِنَّ حقيقةَ الأمرِ أن هذا الفصلَ مؤامرة بالدين للقضاء عليه، وقد كان في كل بدعة أحدثها العصريون المُتَفَرْنِجُون في البلاد الإسلامية كيد للدين ومحاولة الخروج عليه لكن كيدهم في فصله عن السياسة أدهى وأشد من كل كيد في غيره، فهو ثورة حكومية على دين الشعب"۔[2]

---

[1] الشيخ مصطفى صبري و موقفه من الفكر الوافد. صفحة 484. مؤلف الدكتور مفرح بن سليمان القوسي

[2] موقف العقل والعلم والعالم من رب العالمين وعباده المرسلين. جلد 4. صفحة 281

”حقیقتِ حال یہ ہے کہ حکومت سے اسلام کو علیحدہ کرنا اس دین کے خلاف سازش ہے تاکہ اسے منہدم کر دیا جائے۔ اس دور میں مسلم ممالک میں مغرب زدہ لوگوں کی ہر بدعت میں دین کے خلاف سازش ہوتی ہے، لیکن اسلام کو سیاست سے جدا کرنے کی سازش تمام سازشوں سے خطرناک اور شدید ہے، کیونکہ یہ حکومت کی طرف سے عوام کے دین کے خلاف انقلاب ہے“۔

یہ کام جو مغربی اقوام نے ترکی میں اپنے آلہ کاروں کے ہاتھوں کروایا، وہی کام دوسرے مسلم ممالک میں نام نہاد آزادی کے بعد مقامی آلہ کاروں کے ذریعے کیا گیا، اور بعینہ انھی خطوط پر کیا گیا جن پر ترکی میں کیا گیا۔ بس فرق اتنا ہے کہ ترکی میں مصطفیٰ کمال نے لادینیت کو مکمل اپناتے ہوئے مسلمانوں کی انفرادی زندگی میں بھی اسلام پر پابندی لگانے کی کوشش کی، جبکہ دیگر ممالک میں مغربی کفری اقوام نے اس آخری قدم کو کسی دوسرے موقع تک کے لیے اٹھا رکھا ہے۔ باقی حکومت، سیاست، اجتماعیت سے اسلام کو بے دخل کیا جاچکا ہے اور اس کی جگہ مغرب کے عطا کردہ جمہوری، سرمایہ دارانہ اقدار، قانون اور نظام نے لے رکھی ہے۔

یوں عالمی کفری طاقتیں... جن کی زمام عصرِ حاضر میں امریکہ اور اسرائیل کے ہاتھ میں ہے... بعض مسلم ممالک پر خود حملہ آور ہیں اور مسلمانوں پر ظلم ڈھا رہی ہیں اور بعض پر اپنے مقامی آلہ کاروں... مقتدر طبقے اور افواج... کے ذریعے لادینی نظام رائج کر کے بالواسطہ حملہ آور ہیں اور اقامتِ اسلام و نفاذِ شریعت کا نام لینے والوں کے خلاف مسلسل برسرِ جنگ ہیں۔ ایسے حالات میں ہر مسلمان پر جہاد کی فرضیت سے متعلق فقہائے امت کے اقوال سے کتب بھری پڑی ہیں۔ ان سب اقوال کا احاطہ کرنا ممکن نہیں کیونکہ فقہ کی کوئی بھی کتاب اٹھالی جائے اس میں یہ قول مل ہی جاتا ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے معروف حنفی عالمِ دین امام ابو بکر جصاصؒ اپنی کتاب اَحکام القرآن میں واشگاف حروف میں لکھتے ہیں:

”وَمَعْلُومٌ فِي اعْتِقَادِ جَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ أَنَّهُ إِذَا خَافَ أَهْلُ الثُّغُورِ مِنَ الْعَدُوِّ ، وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمْ مُقَاوِمَةٌ لَهُمْ فَخَافُوا عَلَى بِلَادِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ أَنَّ الْفَرْضَ عَلَى كَافَّةِ الْأُمَّةِ أَنْ يَنْفِرَ إِلَيْهِمْ مَنْ يَكُفُّ عَادِيَتَهُمْ عَنْ الْمُسْلِمِينَ۔ وَهَذَا لَا خِلَافَ فيه بَيْنَ الْأُمَّةِ“۔

”تمام مسلمانوں کے اعتقاد میں یہ بات شامل ہے کہ جب مسلمانوں کی کسی سرحد والوں کو دشمن کی طرف سے حملے کا خوف ہو اور ان (مخصوص لوگوں) میں مقابلے کی سکت نہ ہو اور دشمن کے حملے کی صورت میں انھیں اپنے علاقوں، جانوں اور اولادوں پر دشمن کے غالب ہو جانے کا خوف ہو تو پوری امت پر فرض ہو جائے گا کہ وہ ان لوگوں کی طرف بغرضِ جہاد نکل کھڑی ہو تاکہ مسلمانوں پر دشمن کے حملے کا دفاع کیا جاسکے۔ اور اس بات میں امت کے یہاں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا“۔[3]

اس جملے کی طرف غور کیجیے کہ ایسی حالت میں جبکہ کافر دشمن کی طرف سے حملے کا خوف ہو تو اس کے مقابلے کے لیے جہاد کی فرضیت میں امت میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ یہ حملہ آور دشمن کے مقابلے کی بات ہے جس کا حملہ صرف جانوں پر نہیں، ایمان پر ہے، جو صرف جسموں کو پابند سلاسل نہیں کرے گا، بلکہ دلوں پر پہرے ڈال کر اسلام کو پابندِ سلاسل کرے گا۔ اسلام نے تو صرف جانوں کے دفاع کے لیے بھی جہاد کو فرض کیا ہے، لیکن جہاں دین ہی خطرے میں پڑ جائے تو وہاں جہاد کی فرضیت کے معاملے میں بھلا کوئی مسلمان اختلاف کر سکتا ہے؟ ہر گز نہیں! وہ خطہ

[3] أحكام القران. جلد 4. صفحة 312

زمین جہاں کبھی اسلام غالب رہا، آج مغلوب ہے تو وہاں دوبارہ اسلام کو غالب کرنے کے لیے جہاد فرض ہے۔ شیخ عبد اللہ عزام رحمہ اللہ کے وہ الفاظ آج بھی ہمارے کانوں میں گونجتے ہیں جب انھوں نے کہا تھا:

"هذه قاعدة اتفق عليها جميع الفقهاء والمحدثين والمفسرين والأصوليين، ما رأيت فقيها كتب في الجهاد إلا ونص على هذا النص: على أن القتال أو الجهاد يصبح فرض عين على كل مسلم، إذا غزي أي شبر من أراضي المسلمين حتى يطهر هذا الجزء، كالصلاة والصوم، لا يسعهم تركه"۔

"اس قاعدے پر تمام فقہاء، محدثین، مفسرین اور اصولیین کا اتفاق ہے، میں نے کوئی فقیہ نہیں دیکھا جس نے جہاد پر لکھا ہو اور وہ یہ بات نہ لکھے، کہ قتال اور جہاد اس وقت ہر اس مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے جب مسلمانوں کی کسی بالشت بھر زمین پر بھی کافر حملہ کر دیں، یہاں تک کہ اس قدر حصہ کافروں کے تسلط سے پاک کر دیا جائے، جس طرح نماز اور روزہ فرض ہے۔ ایسا فرض جسے چھوڑنے کی کوئی گنجائش نہیں"۔

امریکہ کی طرف سے اعلان کردہ دہشت گردی کے خلاف جنگ نے تو مسئلہ مزید واضح کر دیا ہے۔ یہ وجہ ہے کہ جب ہمارے پاکستان پر مسلط حکمرانوں اور فوجی جرنیلوں نے اس جنگ میں شرکت کا اعلان کیا تو اسی وطنِ عزیز کے بزرگ عالمِ دین ہمارے سروں کے تاج مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ نے اس کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا۔

اور یہی بات اسی دھرتی کے ایک ذی قدر عالمِ دین مفتی عتیق الرحمٰن شہید رحمہ اللہ نے بیان فرمائی اور کہا:

"اگر بے ایمان صدر بُش صلیبی جنگ کا اعلان کر سکتا ہے تو ہمیں کوئی نہیں روک سکتا اسلامی جہاد کا اعلان کرنے سے۔ آج جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم پاکستان میں جہاد نہیں کریں گے، میں انھیں بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں بھی اسلام کو سرنگوں کرنے کی کوشش کی جائے گی، ان شاء اللہ مجاہدین اپنی ہتھیلیوں پر سر رکھ کر اور اپنے کفن سر پر باندھ کر نکل آئیں گے اور اللہ کی قسم کسی جگہ پر بھی ان شاء اللہ پیچھے نہیں ہٹیں گے"۔

"اللہ کا فیصلہ ہے اب اللہ کا نور پیچھے نہیں ہٹے گا اور کامل و اکمل ہو کر رہے گا۔ اور ان شاء اللہ انھی مدارس سے تحریک اٹھے گی اور پاکستان کے لیے ہمارے لاکھوں مسلمانوں نے جانیں دیں تھیں اور خون کے دریا عبور کر کے پاکستان میں لا الہ الا اللہ کا نظام نافذ کرنے کے لیے آئے تھے، آج تک ہمیں دھوکہ دیا گیا۔ ہمارا فیصلہ ہے کہ جس طریقے پر افغانستان میں اسلامی نظام نافذ ہو چکا ہے، ان شاء اللہ پاکستان میں بھی اسلامی نظام نافذ کر کے دم لیں گے۔"

اے قابلِ احترام مسلمانانِ پاکستان اور دینی غیرت کے حامل نوجوانانِ اسلام!

آج ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم کرہِ ارضی میں اور بالخصوص پاکستان سمیت پورے برصغیر میں اسلام کو عظمت دلانے کے لیے جہاد کا علم بلند کریں۔ یہ پاکستان ہمارے بڑوں نے بہت قربانی دے کر بنایا ہے۔ اسے بنانے میں علماء و صلحاء کے پیشِ نظر ایک ہی مقصد تھا کہ یہاں اسلام کا کلمہ بلند ہو گا اور مسلمان اسلام کے سائے تلے زندگی گزاریں گے۔ لیکن یہاں کے مقتدر طبقے اور یہاں کی خائن فوج نے دیگر ممالکِ اسلامیہ کے حکمرانوں اور افواج کی طرح امریکہ اور مغربی کفری اقوام کی صف میں شامل ہونا اور ان کی قیادت میں اقامتِ دینِ اسلام اور نفاذِ شریعت کو روکنے کی راہ کو پسند کیا۔ پارلیمنٹ کے ماتھے پر کلمہ لکھ دینا اور آئین میں اللہ کے اقتدارِ اعلیٰ کی شق شامل کر دینا تو ویسا ہی ہے جیسا عبد اللہ بن ابی نے کیا اور

پوری تاریخ اسلام میں ملحدین وزنادقہ کرتے آئے۔ ان سے کسی خیر کی توقع رکھنا عبث ہے کیونکہ یہ خود دشمنانِ دین ہیں۔ یہ حقیقت آج اچھی طرح ہر پاکستانی پر واضح ہو جانی چاہیے۔ ان کی تاریخ، ان کی گفتار، ان کا کردار سب اسی کی غمازی کرتا ہے کہ اس طبقے کو نہ اسلام سے کوئی وابستگی ہے، نہ مسلمانانِ برصغیر سے انہیں کوئی لگاؤ ہے اور نہ پاکستان کے بننے میں دی گئی قربانیوں سے انھیں کوئی غرض ہے، بلکہ ان کا مطمحِ نظر اپنے مغربی آقاؤں کی طرح اسلام کے نفاذ کا راستہ روک کر اپنے دنیوی مفادات کا حصول ہے۔

پس ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اس خطے میں اسلام کے نفاذ کی خاطر گھروں سے نکلیں اور اس کے راستے میں حائل رکاوٹوں کا مقابلہ کریں۔ اس دھرتی پر مسلط مغربی نظامِ حکومت کو ختم کریں اور اس نظام کے چلانے والوں اور محافظوں سے نجات حاصل کریں، اور ان کی جگہ صالح مخلص مسلمان قیادت کو لائیں جو یہاں جمہوری نظام ختم کرکے شریعت کی پابند حکومت قائم کرے جس میں عدل وانصاف کا بول بالا ہو، شرعی حقوق کی دستیابی ہو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی روک تھام ہو، مظلوموں کی دادرسی ہو اور جو دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے جائے پناہ ہو۔

یہاں تک کہ وہ پرچمِ اسلام جو تیرہویں صدی ہجری میں یہاں سرنگوں ہو گیا تھا، وہ دوبارہ سربلند ہو اور اسلام آباد سے لہراتا ہوا دہلی وڈھاکہ ورنگون تلک پہنچے۔

یہاں میں اپنے معزز علمائے کرام سے بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ:

اللہ تعالیٰ نے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی سب سے بڑی ذمہ داری علماء پر عائد کی ہے۔ ہمارے حالات میں اس فریضے کا تقاضا ہے کہ ہم جہاں استطاعت رکھیں، وطنِ عزیز پاکستان پر زبردستی مسلط امریکہ نواز حکمرانوں اور فوجی جرنیلوں کی برائی کو ہاتھ سے روکیں۔ اور جہاں زبان سے ان کے خلاف بولنے کی استطاعت رکھتے ہوں، وہاں زبان سے ان کی مخالفت کریں۔ اور جہاں ان دونوں کی استطاعت نہ ہو، وہاں دل میں انھیں برا جانیں۔ لیکن ہمارا کوئی قول اور عمل اس طبقے کی تائید کا باعث نہ بنے، کیونکہ اس طبقے کی تائید خدانخواستہ اس ملک میں نفاذِ اسلام کی کوششوں کے انہدام کے مترادف ہے۔ امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ کا یہ تہدیدی قول آپ بخوبی جانتے ہیں کہ **"من قال لسلطان زماننا عادل فقد كفر"**۔ کیونکہ یہ ظلم کو عدل کہنا ہے۔ امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ کے زمانے کے سلاطین کہاں اور آج کے حکمران کہاں؟ لہٰذا علمائے کرام کو چاہیے کہ وہ اس ملک پر مسلط ظالم حکمرانوں اور فوجی افسروں سے کنارہ کشی اختیار کریں اور ان کے مقابلے میں اہلِ دین اور مجاہدین کا ساتھ دیں۔

آخری بات یہ ہے کہ آج جہاد کو امریکہ واسرائیل، ہندوستان اور پاکستان پر قابض امریکی غلام حکمرانوں اور جرنیلوں کے خلاف کھڑا کیا جائے۔ ان اہداف سے ہٹ کر معاشرے میں پر تشدد کارروائیاں کرنا جن سے عامۃ المسلمین کا نقصان ہو اور جس میں شریعت کی پاسداری نہ کی جائے تو ایسا ہر قدم جہاد کہلانے کا مستحق نہیں، بلکہ فساد ہے۔ لہٰذا جہاد اور فساد کے درمیان پایا جانے والا فرق ہر مسلمان پر واضح ہونا چاہیے، تاکہ وہ نفاذِ اسلام وشریعت کے لیے گھر سے نکلے، جہاد کرے اور فساد کا راستہ روکے، نہ کہ فساد کا باعث بنے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں غلبہ اسلام کی جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ہمیں برصغیر میں اسلام کی بہاریں دکھائیں، آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين!